برصغیر میں مسیحیت کی آمد اور تاریخی ارتقاء

The Introduction of Christianity to the Sub-Continent and its Historical Evolution

Dr. Hashmat Alī Sāfī

Assistant Professor, Qurṭaba University, Peshāwar

Dr. Hussain Ahmād

Chairman, Department of Islamic Studies, University of Science & Technology, Bannū

Abstract:

Christianity was introduced to the Indian sub-continent in the first century by St. Thomas one of the twelve disciples of Jesus in Kerāla, India. It was the trade that established socio-political links between India and eastern Mediterranean world and ultimately introduced Islam, Christianity and Judaism to this region. After the decline of Thomasonian Christians another group from Jerusalem and Baghdād re-established chiristainity in Malabār region. Historically Christianity made its way into the strange land by adopting its customs. It is said that Thomasonian Christians were culturally Indians, religiously Christians and ritually easterners. During their hard time in India they were supported by the Muslim rulers who let them flourish under the umbrella of their protection.

Keywords: Christianity, sub-continent, Islām, Malabār, Jerusalem

تعارف موضوع:

ہندوستان میں مسیحیت کی تاریخ کے حوالے سے اوراق کا بغور مطالعہ کیا جائے اور ان کی برصغیر آمد سے متعلق چھان بین کی جائے، تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ مسیحیت کی ہندوستان آمد پہلی صدی عیسوی میں سینٹ تھامس کے آنے سے ہوا، صوبہ کیرالا میں وارد ہونے والے یہ عیسائی مبلغ حضرت عیسیٰ کے بارہ حواریوں میں سے ایک تھا۔ ان کی ان تھک محنتوں اور کوششوں کی وجہ سے جو لوگ عیسائیت میں داخل ہوئے، ان کو تھامس عیسائی (Thomas Christains) کہا جاتا ہے، ان کو ثنائی عیسائی (Syrian Christain) اور نصرانی عیسائی (Nazārenes) بھی کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں عیسائیت کی تاریخ کا صحیح اندازہ لگانا تو مشکل ہے تاہم یہ بات طے ہے کہ عیسائیت کی تاریخ انتہائی پُرانی تاریخ ہے۔ اور یہ بات بھی طے ہے کہ اس کی ابتداء ہندوستان میں صوبہ کیرالہ سے ہوئی۔ جیسا کہ متھیوز ورگیز لکھتے ہیں:

"ہندوستان کے عیسائی پوری دنیا میں خود کو پرانے عیسائی مانتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں کہ ان حضرات نے ۵۲ء میں سینٹ تھامس کے ہاتھوں عیسائی مذہب قبول کیا، ورنہ پہلے وہ برہمن فیملی سے تعلق رکھتے تھے"۔

اس بارے میں سی وی چیرین اپنی کتاب کیرالہ میں عیسائیت کی تاریخ از مشن سینٹ تھامس تا آمد واسکوڈے گاما میں لکھتے ہیں:

"کیرالہ میں سینٹ تھامس کے مشن سے جو لوگ عیسائی بنے تھے، وہ دراصل نجلی ذات کے لوگ تھے۔ اونچی ذات کے برہمن نہیں تھے، لیکن جب پرتگال اور برطانیہ نے ہندوستان میں قدم رکھا تو انہوں نے یہاں کے عیسائیوں کے بودوباش اور طرز زندگی پر گہرا اثر چھوڑا اور یہاں کی عیسائی آبادی کے معیار زندگی کو اتنا بہتر بنایا کہ ان کو برہمنوں سے بھی زیادہ اونچا کر دیا"۔^۲

اگر غور کیا جائے تو برصغیر میں عیسائیوں کے آنے کی وجہ ہندوستان اور (Mediterranean) یعنی خطہ بحیرہ روم کے درمیان تجارتی تعلقات تھے اور اسی وجہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان دونوں خطوں کے درمیان تجارتی تعلقات کے علاوہ سماجی اور سیاسی تعلقات بھی قائم ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ صوبہ کیرالہ ہندوستان میں محل وقوع کے لحاظ سے دوسرے تمام صوبوں سے ممتاز ہے، یہ صوبہ بحر ہند کے ذریعہ مشرق وسطیٰ اور بحیرہ روم سے ملتا ہے۔ اسی وجہ سے عین ممکن ہے کہ قدرتی ذرائع اور تجارت کی بنیاد پر ہی اسلام، عیسائیت اور یہودیت کی ابتداء ہندوستان میں اسی سرزمین سے ہوئی ہو، اسی سرزمین میں پیدا ہونے والے مصالحہ جات اس زمانے میں اہم تجارتی اجناس میں سے ایک مانے جاتے تھے اور ان سمندری راستوں کے ذریعے یونان، روم، عراق، عرب اور دوسرے ممالک سے عیسائی، یہودی اور مسلمان تجارت کے لیے آتے جاتے تھے اور ظاہری بات ہے کہ وہ تجارت کے ساتھ ساتھ مذہبی تبلیغ و اشاعت میں بھی اپنا فریضہ انجام دیتے تھے۔^۳

مرو زمانہ کے ساتھ جب تھامس عیسائی زوال پذیر ہوئے اور قریب تھا کہ ہندوستان سے عیسائیت کا خاتمہ ہو، اس دوران یروشلم، نینوا اور بغداد سے ایک عیسائی گروہ جس میں مردوزن موجود تھے اور اس کی قیادت ایک پادری کر رہا تھا، مالا بار میں داخل ہوا اور ہندوستان کے اس وقت کے حکمران نے اس کا استقبال کیا، جس کی وجہ سے تھامس عیسائیوں کا دم توڑتا ہوا دور دوبارہ شروع ہوا اور عیسائیت کو دوبارہ تقویت ملی۔^۴

واضح ہو کہ سینٹ تھامس کی کوشش اور شب و روز کی جدوجہد سے کیرالہ میں عیسائی ہوئے تھے۔ اس وقت کیرالہ میں ہندو اور بدھ مذہب اصل مذاہب تھے۔^۵ کیرالہ میں راجاؤں کی حکمرانی تھی، جو برہمن سماج سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے چونکہ سینٹ تھامس کو بہت ساری مراعات دے رکھی تھی اور ان کو ہر طرح کے حقوق دیے گئے تھے، اس وجہ سے بھی لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے مذہب قبول کی۔ دوسری وجہ شاید یہ تھی

کہ تھامس عیسائیوں نے مکمل طور پر ہندوستانی مراسم اختیار کر لیے تھے اور راجاؤں کو ان سے اختلاف رائے رکھنے کے لیے کوئی اہم وجہ نظر نہیں آتی تھی۔^۶

اس بات کا اظہار سی وی چیرین نے بھی کیا ہے کہ تھامس عیسائیوں کی طرز زندگی بودوباش بالکل ہندوستانیوں کی طرح تھی، ان کا رہن سہن اور بودوباش ہندوستانی رسم و رواج کے مطابق تھا، یعنی اس وقت عیسائی مذہب گویا کسی حد تک ہندوستانی مذہب کا روپ اختیار کر لیا تھا۔^۷

جس وقت سینٹ تھامس ہندوستان آئے، اس وقت یہاں کا اصل مذہب ہندو اور بدھ مت تھا اور یہاں برہمن سماج سے تعلق رکھنے والے راجاؤں کی حکمرانی تھی، تاہم سینٹ تھامس کی شب و روز محنت کی وجہ سے ایک بڑی تعداد میں لوگ عیسائی ہوئے۔^۸

دوسری اہم وجہ یہ تھی کہ سینٹ تھامس کو راجاؤں نے بہت ساری مراعات دی رکھی تھی جو لوگوں کے لیے عیسائی مذہب کی طرف رغبت کی ایک وجہ بنی اور اس کے ساتھ ساتھ چونکہ ان عیسائیوں نے مکمل طور پر ہندوستانی رسم و رواج اختیار کیا تھا اور ہندوستانی راجاؤں کو ان سے اختلاف کے لیے کوئی وجہ نظر نہیں آتی تھی، اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ متفق تھے اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے عیسائیت قبول کی۔^۹

یہی بات کہ سینٹ تھامس ہندوستان کیسے آئے، تو اس بارے میں مختلف قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں۔ میتھیو ورگیز لکھتے ہیں:

"وہ ایک تجارتی جہاز کے ذریعے ہندوستان آئے اور ہندوستان اور ایران میں انہوں نے عیسائیت کی اشاعت کو اپنا مشن بنایا۔"^{۱۰}

جبکہ جو لیس ریڈر نے (The Martyrdom of Thomas) میں لکھا ہے کہ:

"ہندوستان کے ایک راجا گونڈاپھارس کو ایک محل تعمیر کرنا تھا، اس کے لیے ان کو ماہر معمار کی ضرورت تھی، جس کے لیے اس نے ایک ہندوستانی تاجر کو تھامس کی طرف بھیجا، جو کہ ایک ماہر معمار تھے اور پھر اس تاجر نے تھامس کو راجا کے دربار میں بھیجا، کچھ دنوں بعد تھامس ایک دوسرے راجا کے دربار میں چلے گئے اور یہاں اس کی موت واقع ہوئی، اس کے بعد ان کی باقیات کو ترکی کے شہر شاملی عرفا میں واقع مقام ایڈیسہ (Edesa) لے جایا گیا اور وہاں اس کے نام پر چرچ تعمیر کیا گیا۔"

تاہم ان واقعات پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔ سینٹ تھامس کی زندگی پر بشب ولیم جی ینگ کی کتاب رسولوں کے نقش قدم پر اور پادری برکت اللہ کی کتاب تومار رسول تفصیل کے لیے دیکھی جاسکتی ہے۔^{۱۱}

تھامس عیسائیوں کی اپنی ایک شناخت تھی، جب تک پر تلگیز ہندوستان نہیں آئے تھے، انہوں نے اپنے لیے ہندوستانی تہذیب اور کلچر کو اپنا لیا تھا۔ پلے سید پوڈی پارا (Placid Podippara) لکھتے ہیں:

" تھامس عیسائی تہذیب کے لحاظ سے ہندوستانی، مذہب کے لحاظ سے عیسائی اور عبادت کے لحاظ سے مشرقی تھے۔ " ۱۳ تاہم وہ پورے ہندوستان میں پھیل نہ سکے بلکہ ٹرپونیکور اور کوچین میں سمٹ کر رہ گئے۔ " ۱۴

تقریباً چوتھی صدی عیسوی تک تھامس عیسائیوں نے اپنی مذہبی شناخت کو کیسے قائم رکھا اور کیا مغربی عیسائی ممالک کے ساتھ ان کا کوئی تعلق تھا یا نہیں، اس بارے میں کوئی خاص تذکرہ تاریخ میں نہیں ملتا، تاہم چوتھی صدی عیسوی میں پرتگالیوں نے سرکاری سرپرستی میں ہندوستان کے صوبہ گوا میں تجارت کی غرض سے قدم رکھا اور پھر انہوں نے بتدریج اپنی حکومت قائم کی اور ہندوستان کے صوبہ گوا سے عیسائیت کی تبلیغ شروع کی اور زبردستی ہندوؤں کو عیسائی بنانا شروع کیا اور ان کے حق میں ہر قسم کا ظلم و جور روار کھا۔ ۱۵

تھامس عیسائیوں کے بارے میں ایک عیسائی مؤرخ لکھتے ہیں:

"And the churches of Asia have been as welcome salves and would in all probability, have shared their fate, had not God cast up a barrier for thier protection. The barrier was the power of the Mahometans, under the Mahometans, Christianity, such as it was in the seventh and following centuries, spread considerably in Asia" ۱۶

اگر خداوند ایشیا کے ان عیسائیوں کے تحفظ کے لیے ڈھال فراہم نہ کرتا ہوتا، تو وہ غلام بن گئے ہوتے اور غالب گمان یہ تھا کہ وہ اپنا وجود کھو چکے ہوتے اور یہ ڈھال مسلمان بنے تھے۔ مسلمانوں کے تحفظ میں عیسائیت کو ساتویں صدی اور اگلی صدیوں میں بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا اور ان مسلم فاتحین نے ایک لمبے عرصے تک عیسائیوں کی سرپرستی کی، جس کی وجہ سے ان کی تعداد میں اضافہ ہوا۔

حواشی و حوالہ جات

1. The Indigenous Tradition of Syrain Chrisitans Of Kerala: A Perspective based on their folk songs: marriage, customs and history, Indian folklore research journal, vol.2, No. 5, 2005:3458
2. A History of Christianity in Kerala from the Mission of St.Thomas to the Arrival of Vasco Da Gama (A.D.52-1498)
3. (Edward Gibbon –Decline and Fall of trhe Raman Empire-1946,o.41) with reference of the indigenous tradition of Syrian Christains of Kerala a perspective based on their folk songs: marriage, customs and history by M ATHEW V ARAGHESE p. 34.
4. Julius Richter, A History of Missions in India (Edinburgh: Oliphant

- Anderson & Ferries, 1908.
- 5 . K.P.P.Menon, History of Kerala written in the form of Notes, Vol.1(New Delhi: Asian Education Services, 1982)
 - 6 . K.P.P.Menon, History of Kerala Vol.2) New Delhi: Asian Education Services, 1983.
 - 7 . A History of Christianity in Kerala, from the Mission of St.Thomas to the Arrival of Vasco Da Gama (A.D.52-1498)
 - 8 . The indigenous tradition of Syrian Christians of Kerala.P36.
 - 9 . Julius Richter, A History of Missions in India (Edinburgh: Oliphant Andersom Ferries, 1908, Pp.27-28.
- ۱۰ . مغلیہ سلطنت اور مسیحیت، برکت اللہ پادری، بحوالہ برصغیر میں مسیحی سکالز کا پیش کردہ قرآنی لٹریچر، ص ۴۲
- 11 . Placid poddipara, The rise and decline of the Indian church of the Thomes Christians, 1979, Oriental institute for religious studies, India, p. 79
 - 12 . Placid poddipara, The Thomes Christians and their Syriac treasure, 1974, prakasam publications, p. 125
 - 13 . A History of Christianity in Kerala, from the Mission of St.Thomas to the Arrival of Vasco Da Gama (A.D.52-1498)
 - 14 . Early Roman-Catholic Missions to India by James F.B Tinling, B.A London S.W Partridge and Co.90aterbister Row, Bristol W.Mack, 38Park Street.1871, pp.11-12
 - 15 . ibd, pp. 24-25
 - 16 . A History of Christianity in Kerala, from the Mission of St.Thomas to the Arrival of Vasco Da Gama, p. 123 (1498)

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (<http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/>).